الحمد لله رب العالمين والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل و خاتم النببین و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ " واذا مرضت فهو یشفین" وقال النبی ﷺ "الدین النصیحۃ"۔

طبی اخلاقیات اور اسلام

ڈاکٹر سید محمد طاہر شاہ، اسسٹنٹ پروفیسر علوم اسلامیہ

جنرل سیکریٹری گریجویٹ ریسرچ فورم

گورنمنٹ گریجویٹ کالج سیٹیلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی،

ایڈیٹر "جرنل آف ورلڈ ریسرچز" اسلام آباد / صدارتی سیرت ایوارڈیافتہ

اظہار تشکر ---------------------------

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی قدرت کا حسین شاہکار بنایا اور اس کی راہنمائی کے لیے ان کی ہر قوم میں اپنے برگزیدہ بندوں کو نبی و رسول بنا کر بھیجا۔ ارشاد خداوندی ہے "ولکل قوم ھاد" یعنی ہر قوم میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا آیا۔ آخر میں تمام اقوام و ملل کے لیے نبی اکرم ﷺ کو عالمگیر اور آخری نبی کے طور پر آخری کتاب ہدایت دے کر مبعوث فرمایا۔ ان تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو بقاء انسانیت اور فلاح انسانیت کے لیے خالق کائنات کی وحی کی راہنمائی میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں انتہائی مفید اور قیمتی تعلیمات وہدایات دیں۔ ان تعلیمات کی روشنی میں اقوام وملل کے عقلمند افراد نے اپنی زندگیوں کے لائحہ عمل مرتب کیے اور ان سے استفادہ کیا۔ ان شعبوں میں سے ایک اہم ترین پہلو اخلاقیات کا پہلو تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس لحاظ سے بھی ایک امتیاز حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کو انک لعلیٰ خلق عظیم کے تحت خلق عظیم کے منصب پر فائز کیا اور ہر قسم کے اخلاقیات کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا۔ چنانچہ اسلام نے پوری انسانیت کے لیے زندگی کے ہر میدان میں انتہائی قابل عمل اور مفید اخلاقیات کا ایک پورا نظام متعارف کروایا۔

ان اخلاقیات میں سے ایک پہلو طبی اخلاقیات کا بھی ہے۔ اسلام میں ان اخلاقیات کو تفصیلاً بیان کیا گیا اور علماء اسلام اور فقہاء کرام نے ان اخلاقی اقدار کو پوری شریعت کے پانچ مقاصد میں سے ایک مقصد حفظ جان کے تحت شامل کر کے اس کی تفصیلات بیان کیں۔ وہ پانچ مقاصدِ شریعت یہ ہیں: حفظِ جان، حفظِ مال، حفظِ دین، حفظِ عقل، حفظِ نسل۔ (شاطبی، الموافقات فی اصول الشریعۃ المطبعۃ الرحمانیۃ مصر، ۸/۲)

یوں شریعت کی رو سے انسانی جان کو حرمت حاصل ہے۔ یہ اللہ کی امانت ہے جو انسان کی حفاظت میں دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "تمھارے جسم کا تم پر حق ہے"، "تمھاری جان کا بھی تم پر حق ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انسان پر دوسروں کے حقوق قائم ہیں، اُسی طرح اپنی جان کی حفاظت کا حق بھی اُس پر قائم ہے۔ لہٰذا نہ وہ اپنی جان کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ دوسرے انسانوں کی جان کے لیے ضرر رساں ہو سکتا ہے۔ علاج معالجہ حرمت جان کے اِسی اصول کی فرع ہے۔ اِس کا مقصد جان ہی کی حفاظت ہے۔ چنانچہ جب کسی شخص کو بیماری لاحق ہو تو اُسے علاج کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ اِس معاملے میں غفلت کا

رویہ ہر گز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ علاج کرانے کی یہ ذمہ داری اُس پر اُس کی ذات کے حوالے سے بھی ہے اور اہل وعیال اور زیر کفالت لوگوں کے حوالے سے بھی۔ دونوں صورتوں میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔ یہ بھی جان ہے اور وہ بھی جان ہے اور وہ دونوں کی حفاظت کا ضامن بنایا گیا ہے۔ لہٰذا ہر دو صورتوں میں اُسے یہ ذمہ داری لازماً پوری کرنی چاہیے۔ مسلم ڈاکٹروں اور معالجین کو بھی مقاصدِ شریعت اور دین کی انہی بنیادی تعلیمات کی روشنی میں صحیح لائحہ عمل اختیار کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔

طب کی اخلاقیات اور اس کا حلف تاریخی تناظر میں(History of Medical Ethics And its Oath)

طبی اخلاقیات کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی کئی مشہور تنظیموں اور فورمز پر ان طبی اخلاقی اقدار کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ ان میں(UNESCO،WHO) اور(for International Organizations of Medical Sciences Council (CIOMS)) کافی اہم ہیں۔ لیکن طبی اخلاقیات کو اسلامی تناظر میں بیان کرنے میں Islamic Organization of Medical Sciences (IOMS), کا کردار سب سے اہم ہے۔ جس نے گزشتہ پچیس سالوں میں تقریباً تیس کے قریب کانفرنسز منعقد کروائیں جن میں ڈاکٹرز اور مذہبی سکالرز نے شمولیت کی۔ ان میں سے آخری کانفرنس میں(Islamic International Constitution of Health and Medical Ethics.) کے اہم موضوع پر منعقد ہوئی۔

اس سے قبل بھی اخلاقیات (Ethics) کا موضوع طب میں ابتداء سے کسی نہ کسی طرح شامل رہا ہے۔

۱۔ قدیم ترین طبی عہد ناموں میں ابو الطب بقراط(Hippocrates) اپنے جن شاگردوں کو طب کی تعلیم دیتا تھا ان نئے طبیبوں اور ڈاکٹروں سے ایک عہد لیتا تھا، جسے 'عہد نامہ بقراط(Hippocratic Oath)' کا نام دیا گیا ہے یہ عہد اور حلف طب کی اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ہوتا تھا۔

۲۔ اسی طرح ہندو اور یہودی طبی اخلاقیات کا حلف نامہ بھی کتب تاریخ میں لکھا ہوا میسر آتا ہے۔

۳۔ مسلم اَطباء نے بھی پیشۂ طب کے دوران برتے جانے والے اخلاقی اصولوں کا تذکرہ کیا ہے۔ مشہور مسلمان طبیب ابو بکر رازی کی کتاب 'محنۃ الطب' میں اس پر مواد ملتا ہے، اس کے علاوہ اس کی مشہور تصنیف 'کتاب الحاوی الکبیر فی الطب' میں بھی اس سے بحث کی گئی ہے۔ اور ایک پوری کتاب بعنوان "اخلاق الطبیب" لکھی جس میں انہوں نے اپنے شاگرد اطباء کو بہت عمدہ اخلاقی ہدایات دیں۔

۴۔ انٹرنیشنل میڈیکل ایسوسی ایشن کی ۱۹۴۸ء میں جنیوا میں تشکیل ہوئی تو اس نے بھی ایک "حلف نامہ طبیب" کی منظوری دی۔

۵۔ اسی طرح ۱۹۷۷ء میں شمالی امریکہ کی(Islamic Medical Association) اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن نے بھی "مسلم طبیب کا حلف نامہ"(The Oath of a Muslim Physician) مرتب کر کے پیش کیا۔

۶۔ کویت میں ۱۹۸۱ء میں مسلم اطباء کی بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا تو اس میں بھی "مسلم طبیب کا حلف نامہ" پیش کیا گیا تھا۔

ان تمام حلف ناموں کے مضامین تقریباً یکساں ہیں بس فرق یہ ہے کہ عہد نامہ بقراط میں طبیب دیوی دیوتاؤں کی قسم کھا کر عہد لیتا تھا، جنیوا کے حلف نامہ میں بغیر دیوی دیوتاؤں کا تذکرہ کیے حلف لیتا ہے اور مسلم طبیب کے حلف نامہ میں اللہ کے نام سے عہد لیے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم

اسلام نے اس ذمہ داری اور اس کے مطابق اپنی تعلیمات کو فطری اور عملی لحاظ سے مزید وسعت کے ساتھ بیان کیا، اس میں کثیر تعلیمات دیں اور اس کے کئی ایسے پہلو واضح کیے جو ماقبل حلف ناموں میں نہیں تھے اور جن سے اس ذمہ داری کی افادیت اور تاثیر میں کہیں زیادہ اضافہ ہو گیا۔

طب کی اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات (Medical Ethics And Islamic Teachings)

چونکہ عہد نامہ بقراط (Hippocratic Oath)' اس لحاظ سے سب سے قدیم دستاویز سمجھی جاتی ہے اس لیے اسی میں جن اخلاقی تعلیمات کا حلف لیا جاتا تھا ان کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اگر واضح کیا جائے تو ان نکات کی تفہیم و توضیح اسلامی نقطہ نظر سے سامنے آجائے گی۔

۱۔ **خود مختاری** (Autonomy)

عہد نامہ بقراط اطباء کو یہ راہنمائی فراہم کرتا تھا کہ وہ صرف وہ امور سرانجام دیں جو کہ مریض کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں۔ اور اس کے لیے جو ضروری ہو کیا جائے نہ کہ مریض کی مرضی کو ملحوظ رکھا جائے۔ اطباء اور معالجین کو مذکورہ اصولوں کی روشنی میں مریض کی رہنمائی بھی کرنی چاہیے۔ کسی موقع پر اگر اُنھیں خود کوئی فیصلہ کرنا پڑ جائے تو وہ مریض کو اپنے زیر کفالت سمجھتے ہوئے اقدام کریں۔ یعنی اُسی طرح فیصلہ کریں، جیسے والدین اپنے بچوں کے لیے کرتے ہیں۔ اسلام اس امر کو ذمہ داری اور فرض شناسی سے تعبیر کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے: **کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ**۔۔۔

۲۔ عدم ضرر (Non Maleficence)

طبی اخلاقیات کا ایک اہم جز عدم ضرر ہے۔ اگر کسی کام کے نتائج میں اچھا اور برا دونوں احتمالات ہوں تو ان میں سے تکلیف اور ضرر کو رفع کرنے والے پہلو کو اختیار کرنا قابل ترجیح ہونا چاہیے۔ اسی طرح اگر کسی تکلیف کا نتیجہ ضرر کو رفع کرنے کی صورت میں آرہا ہو تو ایسے کام کو مکمل کر لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اس کو دین جیسے اہم پہلو کی روشنی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

۱۔ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (حج:۷۸) یعنی تمہارے اوپر دین میں تنگی کو مسلط نہیں کیا۔

۲۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لا ضَرَرَ ولا ضِرَارَ (ابن ماجہ)** "یعنی نہ (ابتداءً) کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ بدلے کے طور پر نقصان پہنچانا۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اپنے ماننے والوں کو سمجھایا: انَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ. (بخاری:۱/۳۵ "کتاب الوضو" باب صب الماء علی البول فی المسجد) (تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، دشواری میں ڈالنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے).

۴۔ آپ ﷺ ہمیشہ زیادہ سہولت اور آسانی والے کام کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الأَمْرَيْنِ الاّ اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اثْمًا، فَانْ كَانَ اثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ (ابوداؤد:۲/۶۶۰، کتاب الادب، باب في

العفو والتجاوز)(جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں کے مابین اختیار دیا گیا تو آپ نے سہولت والے امر کو اختیار کیا، اِلّا یہ کہ وہ گناہ کا کام ہو (یا اِس طور کہ گناہ کا ذریعہ بن رہا ہو) تو ایسے موقع پر بہت دور بھاگنے والے تھے)

ان تعلیمات ہی کی روشنی میں مشہور مسلم مفکر اور قانون دان عز بن عبد السلام نے اپنی کتاب قواعد الاحکام میں لکھا کہ ادویات کا مقصد صحت کو محفوظ بنانا اور بوقت ضرورت علاج مہیا کرنا ہے۔ بعض اوقات اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹا نقصان قبول کرنا پڑتا ہے۔ اصل مقصد مریض کو علاج کے ذریعے فائدہ پہنچانا ہوتا ہے۔ نتیجے کے طور پر اس وقت ممنوعہ علاج کی اجازت دی جا سکتی ہے جب اس کی اشد ضرورت ہو اور کوئی اور متبادل بھی نہ ہو۔

3) ***Beneficence*** (فائدہ مندی/ رحم دلی

Beneficence is so intimate to the principle of non-maleficence. The term beneficence implies acts of mercy, kindness, charity, altruism, love, and humanity. There are many verses in the Qur’an that orders Muslims to “enjoin the right and forbid the wrong” when considering that the true nature of man (al-fitra) is to be good.

خير الناس من ينفع الناس (كنز العمال)،   قال النبى ﷺ الدين النصيحة

أحبُّ الناس إلى الله أنفعهم للناس، ---- وخير الناس أنفعهم للناس (الطبرانى)

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا (المائده: ٣٢)

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمِنٌ۔ (ابوداؤد: ۵۱۲۸، ترمذی: ۲۸۲۲، ابن ماجہ: ۳۷۴۵) "جس شخص سے مشورہ کیا جائے اسے امانت دار ہونا چاہیے۔" ایک حدیث میں یہ زرّیں اصول بیان کیا گیا ہے: لاضَرَرَ وَلاضِرَارَ۔ (موطا امام مالک، کتاب الاقضیہ، ۳۲۰۰، سنن ابن ماجہ: ۲۳۴۰) نہ خود نقصان اٹھایا جائے، نہ دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے۔"

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لایُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیہِ مَایُحِبُّ لِنَفسِہٖ۔ بخاری: ۱۳، مسلم: ۴۵ (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

تمام طبی سرگرمیوں کا مقصد یہ ہے کہ مریضوں کو فائدہ ہو، وہ جن تکالیف میں مبتلا ہوں ان کا ازالہ ہو، جن امراض کا شکار ہیں وہ دور ہوں اور جن امراض کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو ان سے محفوظ رہیں۔ اس مقصد کے حصول کے دوران ڈاکٹروں، اسپتالوں، تشخیصی مراکز اور دواساز کمپنیوں، سب کا مطمح نظر یہ ہونا چاہیے کہ مریضوں کو غیر ضروری دوائیں نہ دی جائیں، سستی اور کم دواؤں سے کام چل سکتا ہو تو مہنگی اور زیادہ دوائیں نہ لکھی جائیں، بلا ضرورت مختلف ٹیسٹ نہ کروائے جائیں، صرف دواؤں سے مرض دور ہو سکتا ہو تو آپریشن نہ تجویز کیا جائے وغیرہ۔

4) *<u>Justice</u>*: انصاف/عدل/مساوات

قرآن میں اللہ نے فرمایا :اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے)

قرآن میں اللہ نے فرمایا :لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتَابَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ "یعنی "ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور انصاف کرنے (کے حکم) کو نازل فرمایا تاکہ لوگ (حقوق اللہ اور حقوق العباد میں خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم) اعتدال پر قائم رہیں۔) سورۃ الحدید، آیت نمبر:۲۵

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوْا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔'' (المائدۃ:۸) یعنیاور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہر گز نہ چھوڑو، عدل کرو، یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عدل وانصاف کرنے والے بندے اللہ تعالیٰ کے یہاں نور کے منبروں پر ہوں گے، اللہ کے داہنی جانب یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں اور اپنے اہل وعیال اور متعلقین کے ساتھ معاملات میں اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں۔(رواہ مسلم)

اس اعتبار سے ایک طبیب کو چاہیے کہ وہ ہر مریض کی بلا تفریق مذہب، رنگ، نسل اور سماجی مقام کے مدد کرے۔

طبیب کی عمومی ذمہ داریاں اسلام کی نظر میں

دینی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اسلامی شریعت نے ان کے علاوہ بھی طبیب پر متعدد پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ علاج معالجہ کے پیشے سے وابستہ لوگوں کے لیے انہیں ملحوظ رکھنا ضروری ہے، یہ ان کے دین وایمان کا تقاضا ہے اور پیشہ کے وقار واحترام کی رو سے بھی مطلوب ہے ۔

(1) اسلام فنِ طب میں مہارت کے بغیر علاج معالجہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کوئی شخص ایسا کرے اور مریض کو کچھ نقصان پہنچ جائے، اس کی جان چلی جائے، یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہو گا ۔

(2) طبیب کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ مریض کے رازوں کی حفاظت کرے اور کسی دوسرے کو ان کی خبر نہ دے۔ بس وہ صورت حال اس سے مستثنیٰ ہے جب ایسا کرنے سے کسی دوسرے شخص یا ادارے کو نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہو ۔

(3) طبیب پر لازم ہے کہ وہ مریض کو زہر یا کوئی ضرر پہنچانے والی دوا نہ دے، اسی طرح مسلم طبیب کو چاہیے کہ وہ عام حالات میں شراب یا کسی حرام چیز سے مریض کا علاج نہ کرے۔ ایسا وہ صرف اس وقت کرے جب مریض کی جان بچانے کے لیے اس کے بغیر چارہ نہ ہو ۔

(4) قتل بہ جذبۂ رحم (Euthanasia) کی اسلام کسی طور پر اجازت نہیں دیتا۔ جان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے، اس لیے کسی شخص کو، یا اس کے رشتے داروں کو، یا طبیب کو اس کی جان لینے کا حق نہیں ہے ۔

(5) طبیب کو عام حالات میں نہ مانع حمل کوئی دوا دینی چاہیے، نہ اسقاطِ حمل کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایسا وہ صرف اسی وقت کر سکتا ہے جب مریضہ کی جان پر بن آئی ہو، یا یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہو کہ جنین ناقص الخلقت ہے اور نارمل زندگی گزارنے کے قابل نہیں ہے ۔

(6) مرد عورت کا علاج کر سکتا ہے اور عورت مرد کا علاج کر سکتی ہے۔ البتہ اس صورت میں تخلیہ سے بچنا چاہیے، طبیب یا طبیبہ کو اپنے ساتھ کسی

معاون کو ضرور رکھنا چاہیے۔

(7)طبیب کو چاہیے کہ مریض یا مریضہ کو بلا ضرورت بے ستر نہ کرے۔ جسم کا جتنا حصہ کھولنا ضروری ہو بس اتنا ہی کھولے۔

(8)طبیب کو بے غرض اور مریض کے لیے مخلص ہونا چاہیے۔ علاج سے قبل جتنی طبی جانچیں(Tests)ضروری ہوں بس اتنی ہی کرائے۔ محض بل بڑھانے کے لیے بلا ضرورت بہت زیادہ ٹیسٹ نہ کرائے۔ اسی طرح جتنی دوائیں ضروری ہوں اتنی ہی لکھے۔ سستی دواؤں سے علاج ہو سکتا ہو تو خواہ مخواہ مہنگی دوائیں تجویز نہ کرے۔ دواؤں سے شفا ممکن ہو تو بلا ضرورت آپریشن تجویز نہ کرے۔

(9)طبیب کو خوش شکل، خوش لباس اور خوش اطوار ہونا چاہیے۔ وہ مریض سے مسکرا کر بات کرے، اس کے احوال دریافت کرے اور اس کی بیماری چاہے جتنی سنگین ہو، لیکن اسے شفایاب ہونے کی امید دلائے۔

مریض کی عیادت کے فضائل وآداب

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس جانے تک وہ جنت کے باغیچے میں ہوتا ہے یعنی جنت والے کام اور عمل میں ہوتا ہے۔(مسلم) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے جائے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس عیادت کو افضل قرار دیا جس میں کم وقت دیا جائے فرمایا"افضل العیادة سرعة القیام"(مشکوٰۃ)،واقعہ عبد اللہ بن مبارکؒ،،، دروازہ باہر سے بند کرنا۔۔

ان سب قسم کے اجر و ثواب کا حقدار ڈاکٹر بھی ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ نیک نیتی اور خدمت خلق کے جذبے سے یہ امور انجام دے۔ مریض کو تسلی کے کلمات کہنا ہی عیادت ہے جو کہ عبادت ہے، اس کے بعد اس کا علاج معالجہ کرنا مزید باعث اجر ہے۔ اگر خدانخواستہ ڈاکٹر مریض سے محض پیسے بٹورنے کے لیے کام کر رہا ہے تو وہ دھندا تو کہلایا جا سکتا ہے، خدمت خلق کا نام دینا ناانصافی ہے۔ چونکہ یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے اور اسلام انسانیت سے مکمل ہمدردی کا نام ہے، اس لیے شریعت نے اس بارے میں مکمل رہنمائی کی ہے اور ڈاکٹر کی ضرورت، معیار، ذمہ داریاں اور اس کی معاشرتی حیثیت کو اہمیت سے بیان کیا ہے۔

علاج کی شرعی حیثیت

میڈیکل علاج کے بارے میں 'اسلامی فقہی بورڈ' نے اپنے اجلاس منعقدہ مؤرخہ ۱۴۱۲ھ بمقام جدّہ سعودی عرب میں قرارداد نمبر ۶۸/۵/۵ پاس کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ "علاج معالجہ اصلاً مشروع ہے، کیونکہ اس کے متعلق قرآنِ کریم اور سنّت قولیہ وفعلیہ سے دلائل موجود ہیں اور یہ اس وجہ سے بھی مشروع ہے کہ اس عمل سے انسانی جان کی نگہبانی ہوتی ہے جو شریعتِ مطہرہ کے مقاصدِ کلیہ میں سے ایک نمایاں مقصد ہے۔ اور اشخاص واحوال کے اختلاف کے مطابق علاج معالجے کے احکام بدلتے رہتے ہیں چنانچہ جس مرض سے جان کی ہلاکت یا اس کے کسی عضو کی خرابی یا اس کے مفلوج ہونے کا اندیشہ ہو یا متعدی امراض کی طرح اس مرض کا اثر دیگر لوگوں تک منتقل ہونے کا خطرہ ہو تو اس کا علاج کرنا کرانا واجب ہے۔ اور جس مرض

کے علاج نہ کرانے سے بدن کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہو اور مذکورہ بالا خطرات نہ ہوں تو اس کا علاج کرنا کرانا مستحب ہے اور جب مذکورہ بالا دونوں صورتیں (جان کی ہلاکت یا بدن کی کمزوری) نہ ہوں تو علاج کرنا کرانا جائز ہے۔"

شریعت میں فرض اور واجب کو نفل اور مستحب اور جائز اور مباح پر ترجیح حاصل ہے۔ چنانچہ فرائض اور واجبات پر عمل لازم ہے۔ اُن سے انحراف شریعت کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔ لیکن جہاں تک نوافل، مستحبات اور مباحات کا تعلق ہے تو اُنھیں انسان کی صواب دید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جان کی حفاظت اور اُس کے لیے علاج کا اہتمام فرائض کے زمرے میں آتا ہے، اِس لیے بلا عذر اُس سے اجتناب ممنوع ہے۔ لیکن معاملہ اگر علاج سے آگے بڑھ کر محض سانس برقرار رکھنے تک پہنچ جائے یا علاج کے فطری طریقوں سے ہٹ کر مصنوعی طریقوں کی نوبت آجائے تو انسان کی صوابدید ہے کہ اُنھیں قبول کرے یا اُن سے اجتناب کا فیصلہ کرے۔ اِس طریقے سے زندگی برقرار رکھنا دینی یا اخلاقی تقاضا نہیں ہے۔

ذرائع علاج اور حرام اشیاء کے ذریعے علاج

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله عزّ وجلّ[1]«"ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو اس کی اصل دوا میسر ہو جائے تو انسان اللہ عزوجل کے حکم سے شفایاب ہو جاتا ہے۔"
صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ما أنزل الله دآء إلا أنزل له شفاء[2]«"اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی جس کی شفا نازل نہ کی ہو۔"

البتہ بلا عذر حرام چیزوں سے علاج کرانا جمہور ائمہ کے نزدیک حرام ہے، کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ "إن الله لم يجعل شفاء كم فيما حرّم عليكم" "اللہ نے تمھاری شفا ان چیزوں میں نہیں رکھی جو تم پر حرام ہیں۔"

تاہم جیسے دنیا کے ہر قانون میں مستثنیات (Exceptions) ہوتی ہیں جن کی بناء پر مخصوص حالات میں عمومی احکام کا اطلاق نہیں ہوتا۔ شریعتِ اسلامیہ میں بھی شرعی اعذار (Excuses) کی بنیاد پر بعض حالات میں حکمِ شرعی اٹھا لیا جاتا ہے۔ شریعت کے اسی مزاج سے فقہائے کرام نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ: الضَّرُوْرَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُوْرَاتِ ضرورتیں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔" ابن ہمام، شرح فتح القدیر، ۴: ۳۴۸، بیروت: دار الفکر / حصکفي، الدر المختار، ۳: ۵۳۲، بیروت: دار الفکر) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سود، خنزیر کا گوشت، مردار اور خون وغیرہ کو قطعی حرام قرار دیا ہے، مگر مخصوص حالات کے پیشِ نظر اس حرمت میں رخصت بھی عنایت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو حرام کیا ہے، پھر جو شخص سخت مجبور ہو جائے نہ تو نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر (زندگی بچانے کی حد تک کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔ البقرۃ، ۲: ۱۷۳

اسی طرح دیگر مقامات پر بھی حرام اشیاء کے نام بتا کر ساتھ ہی یہ قاعدہ بیان کر دیا۔ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ

اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌO پھر اگر کوئی شخص بھوک (اور پیاس) کی شدت میں اضطراری (یعنی انتہائی مجبوری کی) حالت کو پہنچ جائے (اس شرط کے ساتھ) کہ گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو (یعنی حرام چیز گناہ کی رغبت کے باعث نہ کھائے) تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ المائدۃ، ۵:۳

سورہ الانعام میں اسی مفہوم کی آیت کو اس طرح بیان فرمایا: وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلاَّ مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ حالانکہ اس نے تمہارے لیے ان (تمام) چیزوں کو تفصیلاً بیان کر دیا ہے جو اس نے تم پر حرام کی ہیں، سوائے اس (صورت) کے کہ تم (محض جان بچانے کے لیے) ان (کے بقدرِ حاجت کھانے) کی طرف انتہائی مجبور ہو جاؤ (سو اب تم اپنی طرف سے اور چیزوں کو مزید حرام نہ ٹھہرایا کرو)۔ الأنعام، ۶:۱۱۹

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وما توفیقی الا باللہ